بئس المهاد لمن یخلف المیعاد

الملقب بہ

الیوم الموعود علی ناکث العہود

تالیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری
ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند
خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن دعوت اہلسنت وجماعت

اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً ﴿

بئس المہاد لمن یخلف المیعاد

الملقب بہ

الیوم الموعود علٰی ناکث العہود

جس میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا وہ نقض عہد و عدہ خلافی و روپوشی بیان کی گئی ہے۔ جو متعلق معاہدہ محررہ ، ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ کے خان صاحب سے وقوع میں آئی۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو بڑے بڑے معزز حضرات جناب قاضی عبدالغنی صاحب منگلوری، جناب شیخ وحید الدین صاحب و جناب شیخ بشیر الدین صاحب رئیسان میرٹھ، و جناب منشی بہاؤ الدین صاحب کے دستخطوں سے مزین اور موثق کیا گیا ہے دیوبند کے بے نظیر جلسہ دستار بندی میں یہ معاہدہ مرتب کیا گیا تھا مگر خان صاحب نے اُس سے ایسا فرار کیا کہ ذکر تک بھی نہیں کرتے۔

معاہدہ کا ذکر نہیں ۔ وکالت کی فکر نہیں ۔ خان صاحب فرماتے ہیں "سُنا گیا ہے"۔
خان صاحب ! ابھی آپ نے سنا ہی ہے دیکھا نہیں ۔ ایسے سخت فولادی معاہدہ
کو بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں ۔ ذکر تک نہیں ۔ یاد رکھئے دست شروع ہو جائیں گے۔

نخود کردہ را چہ علاج

جب آپ نے جناب شیخ بشیرالدین صاحب کی خدمت میں اپنے دست خاص سے مناظرہ کے واسطے عریضہ بھیجا ۔ آپ کے وکیل نے وکالت کا اقرار کیا ۔ جناب شیخ صاحب نے اس کی تصدیق کی ۔ پھر ایسے معاہدہ کے بعد آپ مولانا مدظلہٗ العالی کی خدمت میں مضمون بالا کا عریضہ روانہ فرمائیں ۔ چہ معنیٰ دارد ؟

مگر ہاں ! "دجال یاتہ حاضرہ" ہونے کا پورا ثبوت دینا تھا ، دیا ۔ اگر یہ آپ کے لچھن نہ ہوتے تو یہ لقب کیوں ملتا ؟

اگر آپ مولوی محمد حسین کو جھوٹا جعل ساز ، مفتری ، کذاب جانتے تھے کہ انہوں نے معاہدہ جعلی بنالیا تو آپ نے اپنا خط اور وکیل ہی بنا کر کیوں بھیجا تھا ؟ اور اگر بدحواسی میں وہ نامعقول حرکت ہو گئی تھی تو معاہدہ کے بعد جناب شیخ صاحبان وغیرہ معزز حضرات جن کے دستخط معاہدہ پر ہیں ان سے دریافت فرمایا تھا کہ یہ معاہدہ واقعی ہے یا نہیں ؟ یہ دستخط آپ ہی نے فرمائے ہیں یا دجالی وکیل کی ہوشیاری وعیاری ہے ؟ پھر اگر کوئی فریق اپنے وکیل کے ساختہ پرداختہ سے منحرف ہوتا تو اس کا فرار ثابت ہوتا ۔ اور دنیا خود دیکھ لیتی کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ؟

اس معاہدہ کے بعد جیسے ہم نے ۱۵ ربیع الثانی کو بذریعہ رجسٹری کے اپنے پنچ لکھ کر بھیجے اور ان سے پنچوں کے نام دریافت کئے تھے یہی ان کو بھی کرنا تھا ۔ کہ اپنے پنچوں کو معین فرماتے نہ کہ اس معاہدہ کا نام بھی نہ ہو اور دوسرا سر بے وقت کا شروع کر دیا ۔ اس "دجالی خط" کا ہر ہر حرف مکاری اور عیاری سے بھرا ہوا ہے ۔ اگر پورا اظہار کیا جائے تو ایک

رسالہ ہو جائے، ناظرین ہی کے انصاف پر چھوڑا جاتا ہے۔ کہاں وکیل فقط شرائطِ مناظرہ طے کرانے کے واسطے مقرر ہوں۔ آخر میں یہ مضمون موجود کہ ہر فریق کو اختیار ہے چاہے خود مناظرہ کرے یا اپنا وکیل پیش کرے پھر بھی "دجالِ مائۃ حاضرہ" تحریر فرماتے ہیں کہ اپنا وکیل مطلق کسی شخص کو کیا ہے؛ اور یہ مضمون جھری طلب تبھی ہیں کہ

"مرتضیٰ حسن کو اپنا وکیلِ مطلق و نائب عام کیا۔ اُس کا تمام ساختہ پرداختہ قول، فعل، سکوت، قبول، نکول۔" آہ

ناظرین! اس ایمان داری کو غور فرمائیں کہ مضمونِ معاہدہ سے اس خط کو کس قدر تباین ہے؟ اور کس قدر دہشت اور رعب "دجالِ مائۃ حاضرہ" پر طاری ہے؟ آج برسوں کے بعد "بطشِ غیب" کو اپنی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ نہ آپ مستفتی اور نہ صاحبِ رسالہ، نہ آپ کی طرف سے سوالات۔ اے بندۂ ہولی! اس بات کو شرائطِ مناظرہ ہی میں پیش کیا ہوتا۔ اگر اس کا جواب ہمارے ذمہ ثابت ہوتا تو دیکھا ہوتا کہ جواب ملتا ہے یا نہیں؟

بالجملہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے یہ دجالی پُر فریب، غیر مناسب خط بندہ کے پاس بھیج دیا۔ چونکہ میں مکان گیا ہوا تھا اس وجہ سے مجھ کو دیر میں ملا۔ ملنے کے بعد معًا ۳۰، ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ کو بندہ نے خان صاحب کی خدمت میں پھر رجسٹری بھیجی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔

"کہ شرائطِ مناظرہ طے ہونے تک میں حضرت مولانا دامت برکاتہم کا وکیل ہوں اور مولوی محمد حسین صاحب آپ کے۔ یہ خط بھی بحیثیتِ وکیل ہونے کے لکھتا ہوں۔ آپ کو بھی اختیار ہے کہ آپ خود جواب دیں یا اپنے وکیل سے دلوائیں جیسے ہم نے پنچ معیّن کئے ہیں آپ بھی معین فرمائیں۔ اگر شرائطِ مناظرہ میں یہ طے ہو جائے کہ "بطشِ غیب" وغیرہ کا جواب ہمارے ذمہ ہے تو خط چاہیے جواب فوراً حاضر ہو گا۔ اب آپ اِس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے کہ